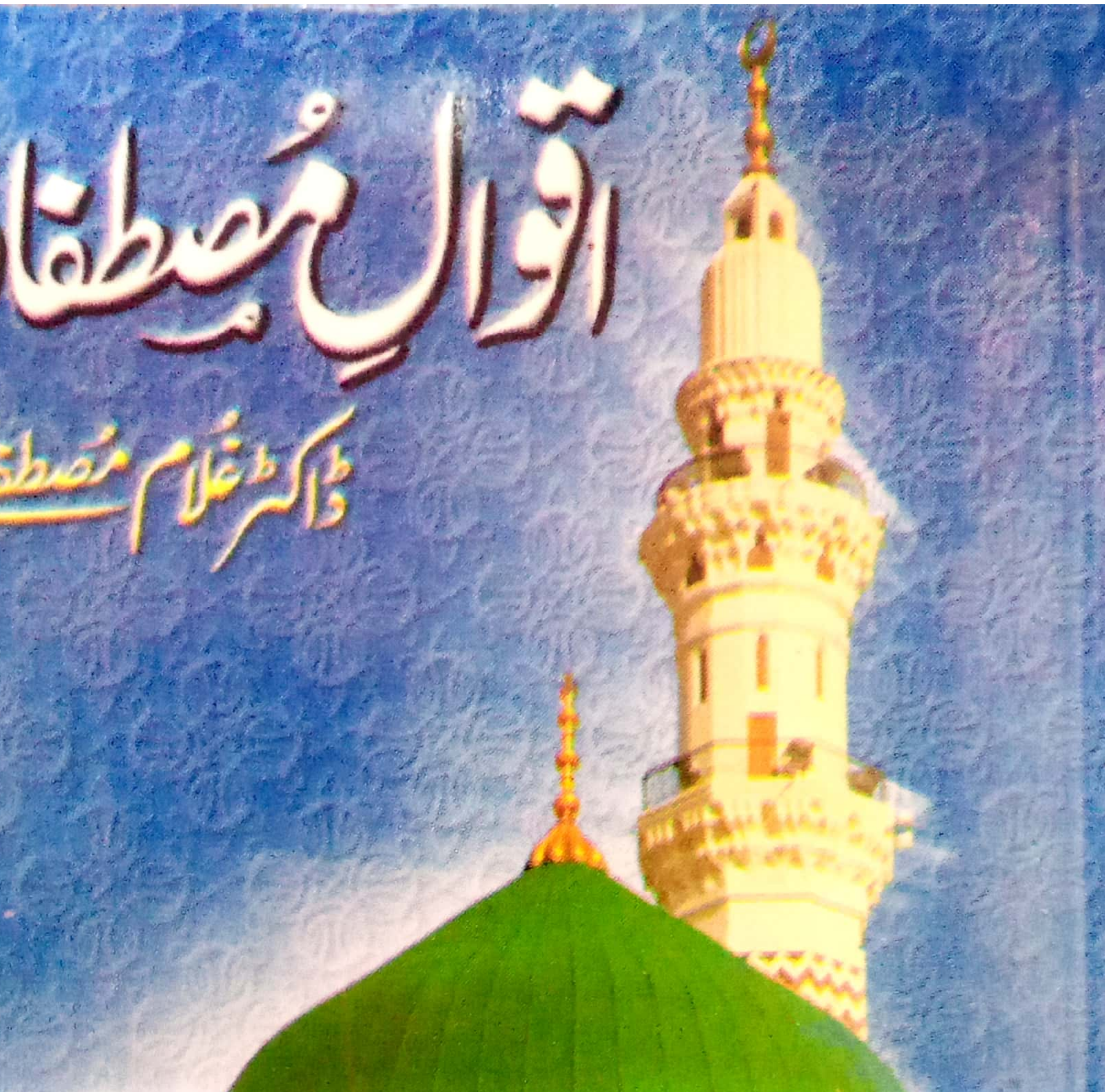
اقوالِ مصطفائیؐ

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان



مرتّبہ

حافظ منیر احمد خان

خالد محمودؔ

اقوالِ مصطفیٰ

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

مرتبہ
حافظ منیر احمد خان
خالد محمود

کتاب کا نام :۔ اقوالِ مصطفائی (ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں)

مرتب :۔ حافظ منیر احمد خاں، خالد محمود۔

کمپیوٹر کمپوزنگ :۔ حارث شیخ

سالِ اشاعت :۔ تعداد ۱۰۰۰ ۲۰۰۱ء جون۔

۱۰۰۰ ۲۰۰۲ء جنوری۔

۱) مصطفی پبلی کیشنز ۲۰ اولڈ یونیورسٹی، حیدرآباد۔

۲) گلاب ہاؤس، ڈی ۲۰ بلاک ۱۱۰ے گلشنِ اقبال، کراچی۔

۳) پی او بکس ۱۰۵۱۶ حیدرآباد، فون نمبر ۸۶۸۲۸۶۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فرمودات

۱)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے کو ایمان کہتے ہیں اور جو شخص اس کا حکم مانتا ہے وہ مومن کہلاتا ہے۔

۲)۔ یقین اور اعتبار کرنے کے معنی میں بھی ایمان کا لفظ قرآن پاک میں آتا ہے۔

۳)۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ انسان خود کو اپنی نفسانی خواہشات سے روکے۔

۴)۔ اللہ پر یقین رکھنے والی قوم کسی اور قوم یا کسی اور طاقت کے آگے نہیں جھک سکتی ہے

۵)۔ اللہ پاک متقیوں اور اس سے ڈرنے والوں ہی کا عمل قبول فرماتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری سے اپنی درخواست پیش نہ کریں گے تو کس طرح ہمارے کام بن سکتے ہیں۔

٦)۔ اللہ پاک کا وعدہ ہے کہ وہ سنے گا، تو سنانے والا اور پیش کرنے والا بھی تو کوئی ہو۔

٧)۔ اللہ پاک کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور اپنے کاموں کو صرف اسی کی رضا کے لیے وقف کر دینا ایک مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیے۔

۸)۔ اللہ پاک پر ایمان لانا ہی سب سے بڑی ہدایت ہے۔

۹)۔ اللہ کی راہ میں اور صرف اللہ کی رضا کے لیے ہر سخت کوشش اختیار کرنا جہاد ہے۔

۱۰)۔ اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑنے کے لیے بھی
دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور سخت کوشی
سے یہ دشواریاں رفع ہوجاتی ہیں۔

۱۱)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے چوں و چرا کے کوئی
سوالات نہیں آسکتے اور اس کی راہ میں عقل کا
نہیں عشق کا سہارا چاہیے۔

۱۲)۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔

۱۳)۔ اللہ تعالیٰ کے بعد ہی جس کا درجہ سب سے بلند ہے وہ انسان ہے اور سب سے افضل انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا کہ اُسے اپنا نائب بنالیا۔

۱۴)۔ ایک ایک نفس، ایک ایک سانس اللہ کی رضا کے
لئے صرف ہو تو سمجھئے کہ آپ نے اللہ کو پہچانا ہے
ورنہ نہیں پہچانا۔

۱۵)۔ اللہ اللہ دل سے کرنے والے کو کسی اور وظیفے کی
ضرورت نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اس کا
وظیفہ بھی سب سے افضل ہے۔

۱۶)۔ اللہ تعالیٰ کو مالک سمجھتے ہوئے اپنے نفع نقصان سے بے نیاز ہونا بے شک اعلیٰ قسم کا توکل ہے۔

۱۷)۔ اگر اللہ پاک کو منظور ہو تو کچھ مشکل نہیں سب کام ہو جاتا ہے۔

۱۸)۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے کوئی کیا کرسکتا ہے
اور اُس کی مرضی سب سے زیادہ مفید ہے۔

۱۹)۔ اللہ پاک نے سب کو روزی دینے کا فیصلہ کیا
ہے۔ پھر کسی اور سے کیوں مانگیں؟

۲۰)۔ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد کو اس قدر خود پر غالب کرے کہ اس کا نفس اسے برائی کی طرف نہ لے جا سکے۔

۲۱)۔ اللہ تعالیٰ کی یاد بھی اس کی نعمت کا ایک شکرانہ ہے۔

۲۲)۔ بندہ جب شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اور دیتا ہے۔

۲۳)۔ ''رب'' کے لفظ میں بڑی کشش ہے اور اس کے معنی وہ ذاتِ باری ہے جو ہر چیز کو جسے اس نے پیدا کیا ہے، کمال کی حد تک پہنچا دیتی ہے۔ (غور کرنے کی بات ہے)

۲۴)۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں پیدا کریں تو ہم سے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوسکتا۔

۲۵)۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اور غیر اللہ کے احکام سے دور رہنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا مترادف ہے۔

۲۶)۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کونسی چیز ہمارے لیے مفید ہے یا مضر ہے یا کون سے اسباب صحیح ہیں اور کون سے صحیح نہیں۔

۲۷)۔ اللہ تعالیٰ مختلف مکسچر ہم کو دیا کرتے ہیں تا کہ ہماری اصلاح ہو اور ہماری برائیاں ختم ہوں۔

۲۸)۔ بس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہمشہ مانگتے رہیں، صرف اسی کی رحمت سے آس لگائیں۔

۲۹)۔ اللہ پاک اس قدر قدرت اور طاقت رکھنے کے باوجود معاف فرما دیتا ہے۔ ہم کو بھی چاہیے کہ قدرت رکھتے ہوئے بھی دوسروں کو معاف کر دیں۔

۳۰)۔ اگر ہماری فکر صحیح راہ پر ہو تو خشیت پیدا ہونا مشکل نہیں۔

۳۱)۔ اللہ پاک کی رضا جوئی اور اس کے حکم کی تعمیل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو قائم کرنا تقویٰ ہے۔

(۳۲)۔ اسباب پر اعتماد نہ ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ مسبب الاسباب پر اعتماد ہونا چاہیے، (اسباب ضرور تلاش کرنا چاہیے لیکن ان اسباب پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔)

۳۳)۔ دنیا کا ہر سمجھدار انسان خود کو اشرف المخلوقات
سمجھتا ہے اور ذرا سی دیر کے لیے یہ کہنے کو تیار
نہیں کہ وہ نباتات، جمادات اور حیوانات میں
سے کسی سے کم تر ہے۔ تو جب یہ حقیقت ہے تو
پھر وہ کیوں غیر اللہ کے آگے جھکتا ہے اور خود کی
توہین کراتا ہے؟

(۳۴)۔ واقعی کس قدر محرومی اور بد نصیبی کی بات ہے کہ ہم اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرتے ہیں لیکن اپنے عمل سے اس کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔

۳۵)۔ قرآن پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ زندگی کے
تمام کاموں میں اسے مشعلِ ہدایت بنائیں:
اسی طرح آخرت پر ایمان یہ ہے کہ ہر کام کا
ایک لازمی نتیجہ مرنے کے بعد ملنے کا یقین ہو۔

۳۶۔ قرآن حکیم کا ہماری زندگی سے ایسا گہرا تعلق ہے کہ اس کے بغیر کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۳۷۔ قرآن پاک کے ذریعے قریب تین سو نئے علوم دنیا کو عطا فرمائے گئے۔

۳۸)۔ قرآنی صوت میں بڑی دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر عربی لحن ولہجہ نہ بھی ہو تب بھی قرآنی قراءت سے مسلم اور غیر مسلم سب ہی حظ اٹھاتے ہیں۔

۳۹)۔ قرآن حکیم کو اللہ پاک نے ہمارے لیے ایک ایسی مشعلِ ہدایت بنا کر بھیجا ہے جس کی روشنی سے تمام برائیوں اور خرابیوں کی تاریکی دور ہو سکتی ہے۔

۴۰)۔ قرآنی ادب نے ہماری زبان کی سلاست اور روانی کو اس معیار تک پہنچا دیا ہے۔ کہ اس کا جواب نہیں۔

۴۱)۔ قرآن پاک کا حفظ کرنا بہت بڑی نعمت ہے۔ تہجد کے وقت تھوڑی دیر حفظ کریں تو انشاءاللہ ضرور کامیابی ہوگی۔

(۴۲)۔ جس کے سینے میں قرآن ہو اس پر کسی کے
سحر کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

(۴۳)۔ قرآن کا بہت احترام کرنا چاہیے ہر طرح سے۔

۴۴)۔ تلاوتِ قرآن کرتے رہیں۔ وہ کافی ہے انشاء اللہ تعالیٰ انقباض نہیں رہے گا۔

۴۵)۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم نے صراط مستقیم کی طرف جس طرح رہبری فرمائی ہے اس پر نہ چلنا قانون فطرت سے جنگ ہے

(۴۶)۔ لوگوں کی عادت ہے کہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، کہیں کھجا رہے ہیں، کہیں پیر کی انگلیوں میں خلال کر رہے ہیں، کبھی منہ میں کچھ ہوتا ہے اور پڑھتے رہتے ہیں ذرا سوچئے کیا آپ احترام کے تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ انگلیوں پر تھوک لگا کر ورق پلٹ لیتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیے۔

۴۷)۔ تلاوتِ قرآن کے دوران سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے اور نہ سلام کرنا چاہیے۔

(۴۸)۔ اللہ پاک کا بے انتہا کرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے قرآن جیسی بابرکت کتاب اپنے حبیب محمد ﷺ پر نازل فرمائی وہ ہدایت کا ذریعہ ہے، روشنی ہے۔ حق و باطل کا فیصلہ کرنے والی ہے شِفا ہے، ذکر ہے، نصیحت ہے، علم ہے اور بکثرت علوم کا سرچشمہ ہے۔ بندوں کو خدا سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ یہ کتاب جینے کے آداب سکھاتی ہے۔ مرنے کا طریقہ بتاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا راستہ دکھاتی ہے۔ دنیاوی و اخروی سعادت اور فوز و فلاح کی ضامن ہے۔

۴۹)۔ ہم ذرا اپنے معاملات کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ کن کن معاملات میں ہر روز ہم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

۵۰)۔ نماز میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدہ بہت سی ورزشوں کا نعم البدل ہے۔ دل کے امراض کے جدید ترین ماہرین بھی یہی مشورہ دیتے ہیں۔

۵۱)۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی تبلیغ میں جو تکالیف اٹھائیں اور بنی نوعِ انسان نے جس طرح ان کے ساتھ برتاؤ کیا وہ قرآن پاک و حدیث میں مفصّل و مکمل موجود ہے۔

۵۲)۔ دوسرے کے فائدے اور آرام کو خود پر ترجیح دینا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

۵۳)۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ سب سے بڑے محسنِ انسانیت یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے اور ان کا احسان مانے۔

۵۴)۔ گنہگار پر بھی لعنت نہ بھیجنا چاہیے کہ ممکن ہے اس کے دل میں خدا اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو۔

۵۵)۔ اگر ہم آپ حضور ﷺ کے امتی ہیں تو دیکھیں کہ ہم کس کس حکم پر عمل کرتے ہیں اور کس پر نہیں کرتے۔

۵۶)۔ تصورِ شیخ دراصل توسّطِ شیخ ہے کہ مراقبہ میں یہ تصور کیا جائے کہ حضور انور ﷺ کی طرف سے فیض، میرے شیخ کے توسط سے آرہا ہے۔

۵۷)۔ حضور انور ﷺ کی شریعت پر زیادہ سے زیادہ چلنے کی کوشش کریں۔

۵۸)۔ حضور انور ﷺ کی پیروی ہماری معاشرتی زندگی کے لیے (عین سائنس اور اصولِ صحت کے مطابق) مفید اور ضروری ہے۔

۶۲)۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو کتنا نوازا ہے، اُن کی قدر کریں۔

۶۳)۔ بچوں کے نام اچھے رکھیں۔ غلط یا بے معنی نام نہ رکھیں، کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کے نام آپ کو پسند نہیں؟

۶۴)۔ ہمیشہ شریعت کو مقصد بنائیں اور شہرت اور دنیا
کی عزت کو مقصد نہ بنائیں۔ جو کچھ کام آئے گا
وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور ان کی
غلامی ہے۔

٦٥)۔ اتباع کا سبق تو ایک عورت سے سیکھو کہ وہ
ایک ہی بول بولتی ہے اور عمر بھر کے لیے شوہر کی
فرماں بردار بن جاتی ہے لیکن تم اللہ اور اُسکے
رسول ﷺ کے لیے کلمہ طیبہ پڑھتے ہو۔۔۔ اتنا
بڑا کلمہ۔۔۔ پھر بھی تم نہ اللہ تعالی کے فرمان پر
چلتے ہو اور نہ رسول ﷺ کی اتباع کرتے ہو۔
واقعی افسوس اور شرم کی بات ہے۔

٦٦)۔ حضور انور ﷺ کے ہر فرمان کی اطاعت فرض ہے اور مسلمان کا اختیار ہی یہ ہے کہ ہر معاملے میں شریعت کو اختیار کرے۔۔ اور کیوں نہ کرے جب کہ اس شریعت میں وہ سب احکام ہیں جو دنیا میں کبھی نہیں تھے۔

٦٧)۔ نماز ایسا فریضہ ہے جو امیر و غریب، بوڑھے جوان، عورت مرد اور بیمار تندرست سب ہی پر یکساں لازم آتا ہے۔

۶۸)۔ جب انسان پوری طرح اپنے جسم کو پاک صاف رکھتا ہے تو اس کے خیالات میں بھی پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

۶۹)۔ نماز ایک قسم کی ورزش بھی ہے۔

۷۰)۔ مسلمانوں کے لیے وقت پر سونا، وقت پر اٹھنا اور وقت پر اپنے کام کرنا فرض بن جاتا ہے۔ وقت کی ناقدری کرنا اس کے لیے گناہ ہے۔

۷۱)۔ نماز میں سستی ہرگز نہ ہونے پائے۔ شیطان بہت خوش ہوتا ہے جب بندہ نماز میں (اور خصوصاً فجر میں) سستی کرتا ہے۔

۷۲)۔ اسلام اس نعمت کا نام ہے جس کی برکت سے انسانی زندگی سراپا رحمت بن سکتی ہے

۷۳)۔ انسان نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے صرف اللہ کو سب سے برتر سمجھے اور سوائے اس کے کسی کے آگے سر نہ جھکائے۔

۷۴)۔ ایمان کی پہچان عمل سے ہوتی ہے۔

۷۵)۔ اگر کسی قوم کو حکومت ملنے کے بعد امن کرنے اور امن دینے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ قائم نہیں رہتی۔

۷۶)۔ اسلامی زندگی میں حقوقِ اللہ اور حقوق العباد
دونوں کو خیر و خوبی کے ساتھ ادا کرنا ہی اصل
برکات ہیں۔

۷۷)۔ اللہ کا محبوب بننا صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی
اور پیروی کا دوسرا نام ہے۔

۷۸)۔ دین کی طرف بلانا اور دین کو ہر شخص تک پہنچانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لیکن محبّت سے دعوت دی جائے۔

۷۹)۔ دعوت الی الخیر اور ابلاغ دین ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

۸۰)۔ تبلیغ اس طرح کرنا چاہیے کہ دھیرے دھیرے ہر بات دلوں میں اتر جائے اور ہر برائی سے نفرت ہونے لگے۔

۸۱)۔ دعوت اور تبلیغ کے سلسلے میں سب سے اہم چیز قولِ احسن ہے۔

۸۲)۔ خود صبر کرنے سے بھی مخالف پر اچھا اثر پڑتا ہے
اور دیکھنے والوں پر بھی ،یعنی صبر بھی ایک حکمت
ہے اور صبر کرنے والے کے لیے اجر عظیم بھی
ہے۔

۸۳)۔ تبلیغ کے لیے یہ چیز بھی بہت ضروری ہے کہ
جس امر کی تبلیغ کی جائے پہلے اس پر خود بھی
عامل ہو، ورنہ کوئی اثر نہ ہوگا۔

۸۴)۔ لوگ خود کو دین کا علمبردار سمجھتے ہوئے مخاطب کی تحقیر کرنے لگتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

۸۵)۔ دعوت اور تبلیغ کرنے والے کے لیے اس دور میں یہ بات ازبس ضروری ہے کہ وہ خود بھی کسی اہلِ اللہ کی صحبت حاصل کرے۔

۸۶)۔ صراطِ مستقیم اس راستے کو کہتے ہیں جس پر انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہدا اور صلحاء گامزن ہیں۔

۸۷)۔ صراطِ مستقیم، کمال اطاعت کا دوسرا نام ہے۔

۸۸)۔ صالح صرف اس کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔

۸۹)۔ صراطِ مستقیم کی حقانیت کے لیے حضرت عمرؓ کا اسلام لانا بھی ایک بہت قوی دلیل ہے۔

۹۰)۔ صراطِ مستقیم کا ایک تقاضا اعتدال اور میانہ روی ہے۔

۹۱)۔ صراطِ مستقیم کا یہ تقاضا بھی ہے کہ ہر شخص وعدہ کا سچا اور بات کا دھنی ہو۔

۹۲)۔ صراطِ مستقیم کی علامت تواضع اور انکسار بھی ہے۔

۹۳)۔ صراطِ مستقیم یہ بھی سکھاتی ہے کہ دین کی بات نرمی سے بتاؤ۔

۹۴)۔ ہماری ساری پریشانیوں کا سبب یہی ہے کہ ہم نے اللہ کو چھوڑ دیا اِس لیے اللہ پاک نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔

۹۵)۔ فرائض افراد کی اصلاحِ احوال میں مدد دیتے ہیں تو اجتماعی حالات بھی درست کرتے ہیں۔

۹۶)۔ اخلاق کے برتنے میں اخلاص ہی کی دعوت دی گئی ہے۔

۹۷)۔ ذرا ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم اپنی خودسری کی وجہ سے کتنے پڑوسیوں کی عزت کرتے ہیں اور کہاں تک ہم مسلمان کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔

۹۸)۔ بعض پڑوسی اپنی محتاجی اور معذوری کی وجہ سے اور بھی زیادہ مدد کے مستحق ہوتے ہیں۔ جیسے یتیم، بیوہ، ضعیف یا اپاہج لوگ ان کی خدمت مال سے بھی کرنی چاہیے ہاتھ پاؤں سے بھی اور زبان کی تسلی اور تشفی سے بھی۔

۹۹)۔ انسانی زندگی عمل سے عبارت ہے۔بغیر عمل کے زندگی، زندگی نہیں کہلائی جا سکتی۔ ہمارا دین تارک الدنیا ہونا نہیں سکھلاتا۔ رہبانیت اور گوشہ نشینی ہمارے دین کے خلاف ہے۔

۱۰۰)۔ جب تک مشکلات کا مقابلہ نہ کیا جائے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

۱۰۲)۔ اسلام کی صحیح صورت یہ ہے کہ زبان کے اعتراف کے ساتھ دل سے بھی اعتقاد ہو اور اس اعتقاد کو عمل سے پورا کیا جائے۔

۱۰)۔ اسراف یہ ہے کہ حقوق سے تجاوز کیا جائے۔

۱)۔ والدین، قریبی رشتہ دار، یتیم، مسکین، مسافر، سائل، ہمسائے یقیناً ہماری توجہ کے مستحق ہیں۔

۱۰۷)۔ کسی کی غیبت نہ کرے اس عیب سے بے شمار عیوب کی پرورش ہوتی ہے۔

۱۰۸)۔ عورت جو بیٹی بھی ہوتی ہے، بہن بھی، ماں، نانی اور دادی بھی ہو جاتی ہے۔ اسے اپنی زندگی کو سنوارنے کے لیے متعدد منازل پر متعدد حقوق کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

۱۰۹)۔ عورتیں دلجوئی، ہمدردی، ایثار اور محبت کی بڑی صلاحیتیں رکھتی ہیں۔ مرد میں اس کی حفاظت کرنے اور اس کے مصارف کا بوجھ اٹھانے کی خاص صلاحیتیں ہیں۔

۱۱۰)۔ عورت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اپنے مرد کی فرمانبردار رہے اور اس کے مال اور ملکیت کی پوری نگرانی رکھے اور اس کی عزت وآبرو کو جو خود اس کی عزّت وآبرو ہے شوہر کی غیر حاضری میں حفاظت کرے۔

۱۱۱)۔ فرض شناسی یہ ہے کہ جو چیز لازمی اور ضروری ہو اس کو پہچاننا اور اس کو اختیار کرنا چاہئے۔

۱۱۲)۔ ایک شخص میں اگر ہزار عیب ہیں تو کچھ خوبیاں بھی ضرور ہوں گی۔

۱۱۳)۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی بیٹیوں کی بڑی قدر ومنزلت کرتے ہیں لیکن دوسرے کی بیٹی کو بیاہ کرلاتے ہیں تو اسے لونڈی سمجھتے ہیں، اسے پورے گھر کی خادمہ سمجھتے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

۱۱۴)۔ شوہر کے والدین سختی کرتے ہوں تو بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ الگ رہنے کا مطالبہ کرے تو شوہر پر واجب ہے کہ وہ اس مطالبے کو پورا کرے۔

۱۱۵)۔ دنیا کے لیے اسلام رحمت کا پیام لے کر آیا، اس نے مظلوموں کی دستگیری کی، کمزوروں کو طاقت بخشی، غلاموں کو آزاد کرایا۔

۱۱۶)۔ حسد بھی ایک بہت بڑا عیب ہے۔

۱۱۷)۔ غور کیا جائے کہ وعدہ خلافی سے خود اپنی ساکھ بگڑ جائے گی اور جب کسی کے دل میں عزت باقی نہ رہے گی تو خود اپنا ضمیر کس قدر ذلیل ہوگا۔

۱۱۸)۔ خیانت اور بددیانتی، غداری اور دغابازی وغیرہ بکثرت رذائل ہیں جن سے لوگوں میں اختلافات بڑھ جاتے ہیں۔

۱۱۹)۔ انسان اور انسانیت بذات خود لائق احترام ہے۔

۱۲۰)۔ ایسے لوگ جو خدا کو چھوڑ کر صرف دنیاوی راحت اور سکون کی زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

۱۲۱)۔ انسان جو حقیر مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ بنایا جاتا ہے، یعنی اس سے اگر کوئی بلند وارفع ہے تو صرف اللہ کی ذات ہے۔

۱۲۲)۔ احترام انسانیت دراصل اللہ تعالیٰ کے نائب کا احترام ہے۔

۱۲۳)۔ تحمل اور بردباری کی تعریف یہ ہے کہ کسی ناگوار بات کو انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے بھی برداشت کیا جائے اور کسی طرح کا بغض اپنے دل میں نہ رکھا جائے۔

۱۲۴)۔ جس پر ہم کو غصّہ آتا ہے تو اس وقت اس شخص کے عیب کے سوا اس کے سارے ہنر ہماری آنکھوں سے چھپ جاتے ہیں۔

۱۲۵)۔ اسلام نے بہتان طرازی کو بہت بڑا گناہ ٹھہرایا ہے۔

۱۲۶)۔ جھوٹ بولنا اور جھوٹا عمل پیش کرنا ایک مہذب قوم کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔

۱۲۷)۔ فرض شناسی یہ ہے کہ جو چیز لازمی اور ضروری ہو اس کو پہچاننا اور اس کو اختیار کرنا۔

۱۲۸)۔ خدا کرے کہ ہم فرض شناس بن کر اس منصب کے اہل بن سکیں۔

۱۲۹)۔ اساتذہ کا انتخاب اتنا اچھا کیجئے کہ وہ تعلیم سے زیادہ تربیت کا خیال کریں تربیت اچھی ہو تو کتابیں خود شاگر تلاش کر لیتی ہیں۔

۱۳۰)۔ تحصیلِ علم، انسان کی تخلیق کا جزوِ اعظم ہے اور
اسی سے انسان کو فرشتوں پر بھی فضیلت حاصل
ہوئی ہے۔

(۱۳۱)۔ خیالات کی پاکیزگی سے معاملات اور معمولات میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر پورا یقین ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو خیالات میں پاکیزگی اور معاملات میں صفائی پیدا کرتا ہے۔

۱۳۲)۔ مساوات اور برابری انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی خلقت میں ایک ہے۔

۱۳۳)۔ وعدہ ان تمام معاملات کو شامل ہے جن کی ذمہ داری اپنے اوپر لی جائے، خواہ اس ذمہ داری کے لیے کوئی قسم کھائی جائے یا نہیں۔

۱۳۴)۔ بدگمانی خودہی ظاہر کرتی ہے کہ وہ بری چیز ہے۔

۱۳۵)۔ عملی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس ہے نہ اس کا کوئی خوف ہے۔

۱۳۶)۔ حقوق العباد کو ادا کرنے کوشش کریں ماں، باپ ،اولاد، اعزّا اور اقربا، پڑوسی، مسلمان، غیر مسلم سب کے حقوق اسی لیے متعین کیے گئے ہیں۔

۱۳۷)۔ بچّہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے سامنے سب سے پہلے دو (۲) بزرگ یعنی ماں باپ ہوتے ہیں۔

۱۳۸)۔ لیٹے لیٹے مراقبہ کرلیا کریں۔ خواہ نیند آ جائے۔
مراقبے سے بہت ترقی ہوتی ہے۔

۱۳۹)۔ مراقبہ جتنا زیادہ کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ دلجمعی اور سکون حاصل ہوگا۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ اور روح کو لذّت ملتی ہے۔

۱۴۰)۔ مراقبہ کرلیا کریں۔ لیکن بدعات نہ آنے پائیں، خوابوں کا اعتبار نہ کریں، بعض اوقات شیطان ہم کو بہکانے کے لیے بھی ایسا کرتا ہے۔

۱۴۱)۔ تھوڑی دیر مراقبہ بھی کرا دیا کریں (خواتین پردے ہی میں سہی) اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

۱۴۲)۔ جو شخص ذکر اور مراقبہ نہیں کرتا وہ آپ کا پیر بھائی کہاں سے ہوگا۔

۱۴۳)۔ بڑا خاندان ہوگا تو تعلقات کے نباہ کرنے میں ذمہ داری زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ بڑا ثواب ہے۔

۱۴۴)۔ دوسرے کی بیٹی کی جتنی زیادہ قدر کی جائے گی اپنی بیٹیوں کی اللہ تعالیٰ قدر کرائے گا۔

۱۴۵)۔ چھوٹوں کے لیے اصل کمائی کے دن بچپن ہی ہے۔ جس قدر ان بزرگوں کی خدمت کریں گے اپنی دنیا اور آخرت بنالیں گے۔

۱۴۶)۔ دیر تک باہر رہنا اچھا نہیں۔ بچوں کو بتائیں کہ اپنے بزرگوں کا طریقہ یہ ہے کہ مغرب تک گھر آجاتے ہیں۔ دیر میں آنے سے شیطان برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔

۱۴۷)۔ بس عزت نفس کا خیال رکھیں اور سوائے اللہ کے کسی کو نفع اور نقصان کا مالک نہ سمجھیں۔

۱۴۸)۔ شریعت کے پابند بزرگ سے تعلیم لینا انشاءللہ مفید ہوگا۔

۱۴۹)۔ عبادت اس طرح کی جائے کہ گویا ہر وقت اللہ پاک مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اس کی رضا ہی کا طالب ہوں تو وہ عبادت مشاہدہ بن جاتی ہے۔

۱۵۰)۔ بری صحبت والے لوگ اچھوں سے تعلق رکھیں تو درست ہو سکتے ہیں۔

۱۵۱)۔ خاندان اور تعلق والوں کے آنے جانے سے واقفیت ہو جاتی ہے اور رشتوں میں آسانی ہوتی ہے۔

۱۵۲)۔ ہر ماہ میں ایک دن کوشش کر کے دوسرے بھائیوں کے حلقوں میں بھی شرکت فرمایا کریں۔ تا کہ آپس میں محبت اور اتفاق قائم رہے۔

۱۵۳)۔ شریعت میں اخلاص ہے۔ کشف یا واقعہ یا زبان کا اثر وغیرہ کوئی چیز نہیں۔ یہ سب بچوں جیسی چیزیں ہیں۔

۱۵۴)۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ڈاڑھی کی مخالفت کرنے اور مذاق اڑانے والوں کو سخت سزا دی جاتی۔ جو نہیں رکھتا وہ سخت گناہگار ہے اور جو اس کا مذاق اڑاتا ہے وہ اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔

۱۵۹)۔ شریعت سے جو زیادہ قریب ہوگا وہ سیّد ہے۔

۱۶۰)۔ ہم کیا اور ہماری دعاء کیا۔ لیکن وہ اپنے ناچیز بندوں کی بھی سنتا ہے۔

۱۶۱)۔ والد صاحب کا سایہ اٹھ جانا بہت بڑی محرومی ہے۔

۱۶۲)۔ میری والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا تو ایک بزرگ آئے فرمانے لگے کہ میاں خوب عیش کیا ہے۔ لیکن اب والدہ نہیں ہیں تو بہت محتاط زندگی گزارنا۔ (واقعی ماں عجیب نعمت ہے۔)

۱۶۳)۔ نفع اتنا کم رکھیں کہ برائے نام ہو پھر انشاء اللہ تعالیٰ خوب ترقی ہوگی۔

۱۶۴)۔ ہماری سیاہ کاری اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں بھی شرم آتی ہے۔

۱۶۵)۔ کیا قائداعظم یا مولانا شبیر احمد عثمانی کبھی خیال بھی کر سکتے تھے کہ طوائفوں کا ناچ گانا بھی کبھی پاکستانی کلچر کہا جائے گا۔

۱۶۶)۔حق تلفی کبھی کی ہرگز نہ ہو۔ بغیر حق تلفی کے، کام بن سکے تو صحیح ہے۔

۱۶۷)۔ جان اچھی تو کام اچھے، اللہ تعالیٰ روزی دینے والا ہے۔

۱۶۸)۔ اجتماعی طور پر تھوڑی دیر بھی دین کا کام اخلاص کے ساتھ ہوتا ہے تو اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

۱٦٩)۔ میرا حقیر سا تجربہ ہے کہ بچّے سے براہِ راست کچھ نہ کہا جائے اسے سنا سنا کر اس کے فضائل کی تعریف کی جائے۔ (یہ حقیر سی بات ہے) کرنے والے تو وہ ہی ہیں جن کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے۔

۱۷۰)۔ دل سے اللہ اللہ کرنے کی مشق کریں،
انشاء اللہ ہر طرح کے فائدے حاصل ہوں
گے۔

۱۷۱)۔ اللہ پاک بچوں کو بزرگوں کے نقشِ قدم پر
چلائے اور خاندان کے لیے باعث فخر بنائے۔

۱۷۲)۔ ذکر قلبی شروع کریں تو پہلے کچھ دینی مسائل، تھوڑی سی تقریر اور پھر تھوڑی دیر مراقبہ ہو تو لوگوں کو بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔

۱۷۳)۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں شرم رکھ لے اور رسوا نہ کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

۱۷۴)۔ سید، کسی مشکل سے نہیں گھبراتا، وہ مسلمان ہی کیا جو مشکلات کا مقابلہ نہ کرے۔

۱۷۵)۔ ماں جیسی نعمت سے محروم ہو جانا بہت بڑی محرومی ہے۔

۔دنیا میں آئے ہیں تو ایک دن جانا ہی پڑے گا۔ (۱۷۶
خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنا ایمان سلامتی
کے ساتھ لے گئے۔

۔وہ علماء جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے ایک (۱۷۷
حرف کے انکار سے کفر لازم آتا ہے وہ قصاص
کے انکار کرنے والوں کو اپنا امام سمجھتے ہیں۔
(خاص اشارہ ہے)

۱۷۸)۔ سوائے دعاء کے ہم عاجز بندے کیا کر سکتے ہیں۔ اللہ پاک سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس کے حکم سے کیا نہیں ہو سکتا۔

۱۷۹)۔ حلقہ کراتے وقت لطیفہ قلب ہی پر توجہ دیں۔

۱۸۰)۔ پڑوسی کو بالکل اپنا عزیز سمجھیں اور ہر شخص کی
خدمت کو اپنا فرض سمجھیں۔

۱۸۱)۔ عبادت کا کمال یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر دنیا سے
الگ رہا جائے۔ سب عزیزوں کے حقوق ادا
کیے جائیں۔ اور حقوقِ والدین وغیرہ تمام کا
پورا پورا لحاظ کیا جائے۔

۱۸۲)۔ معاش کے لیے کوشش کرنا ضروری ہے، صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین)، مزدوری بھی کر لیتے تھے، اس کے لیے کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۸۳)۔ وہ مسلمان ہی کیا جو مشکلات کا مقابلہ نہ کرے۔

۱۸۴)۔ روحانیت کے سفر میں منزل کی دوری نہیں ہوتی۔

ع طے شد جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے۔

۱۸۵)۔ دین کا مذاق اڑانے والے شروع سے ہیں۔ آپ تو محبت اور شفقت سے ان کو اپنے قریب لائیں۔

۱۸۶)۔ پاکستان خالص دینی روایات کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ مذہبی امور میں قوم کو صحیح مشورہ خود یہاں کے مسلمہ حیثیت کے علماء ہی دے سکتے ہیں۔

۱۸۷)۔ جو لوگ طعن کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔

۱۸۸)۔ دنیا کے ہر دور میں ناانصافی، نفسانفسی، بے اعتدالی ہوتی رہی ہے۔ ان سب مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیے۔

۱۸۹)۔ ہرگز مایوسی کو قریب نہ آنے دیں۔

۱۹۰)۔ بڑھاپا بہت سی بیماریوں کا دوسرا نام ہے۔

۱۹۱)۔ صحت کا خیال مقدم ہے۔

۱۹۱)۔ آپ صبر کریں، جو جیسا کرے گا اس کے سامنے آئے گا، اپنا (مسلمانوں کا) شیوہ تو یہی ہے کہ درگذر کریں۔

۱۹۲) بُروں کے ساتھ اتنی بھلائی کریں کہ وہ برائی کرنا بھول جائیں۔

۱۹۳)۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی کے اعتراف میں انسان تو کیا پتھر بھی لرز جاتا ہے۔

۱۹۴)۔ دوسری دنیا عجیب و غریب ہے، وہاں کی لذتیں کسی کو پوری طرح معلوم ہو جائیں تو اس دنیا کو لات مار دے۔

۱۹۵)۔ سونے سے پہلے وضو کر لیا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ جلدی اُٹھنے کی عادت بنے گی۔

۱۹۶)۔ سود کی رقم کا معاملہ بھی نازک ہے۔ غریبوں کو (بغیر ثواب کی نیت کے) دیدینا چاہیے۔ کتابیں اگر خریدیں تو غریبوں کو تقسیم کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے غریبوں کو پہچاننا اور تلاش کرنا بھی آج کل مشکل ہوگیا ہے بہرحال اپنی نیت اچھی ہوتو اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔

۱۹۷)۔ کشف پر اعتبار نہ کریں جس کو کشف ہو جائے تو اس کے لیے وہ صحیح ہو سکتا ہے، دوسروں کے لیے نہیں۔

۱۹۸)۔ مسجد کے لیے ایک اینٹ دینا بلکہ اس سے کم بھی ہو تو بہت بڑی سعادت ہے۔

۱۹۹)۔ کشف قبور صرف اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔
قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان
دوسری دنیا میں اپنے عزیزوں کے ساتھ رہے
گا۔

۲۰۰)۔ فرض ادا کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن وتر اور سنت مؤکدہ ادا نہ کریں تو گناہ ہوگا۔ اس طرح عرفات کی حاضری سے حج تو ہو جائے گا لیکن مزدلفہ، منیٰ، رمی، نحر، حلق، طواف نہ کریں یا بلاترتیب کریں تو گناہ، کفارہ وغیرہ ہے۔

۲۰۱)۔ دانہ کی کھٹ کھٹ اور حرکتِ قلب کو ہم آہنگ کر کے قلب کو اسمِ ذات کا محور اور مرکز بنایا جاتا ہے۔ زبان خاموش ہوتی ہے اور قلب، تسبیح کے دانوں کی گردش کے ساتھ یادِ اللہ میں مشغول ہوتا ہے۔

۲۰۲)۔ اللہ والوں کی برادری سے محبت کو ہم لوگ قبر پرستی کہتے ہیں۔قبر کی پوجا تو نہیں کرتے۔

۲۰۳)۔ ماں کی شفقت اپنی اولاد پر بہت ہوا کرتی ہے۔اس کا صحیح اندازہ کوئی کیا کر سکے گا؟

۲۰۴)۔ زیادہ وقت (تلاوت کے بعد) مراقبہ میں لگائیں اس سے بڑا سکون حاصل ہوتا ہے اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

۲۰۵)۔ زکوٰۃ پہلے بھی نکالی جاسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ زکوٰۃ نکالنے والا دونوں جہانوں کی دولت لوٹتا ہے۔

۲۰۶)۔ آپ اللہ اللہ کریں گے تو شیطان زیادہ وسوسے ڈالے گا۔ وہ اپنا کام کرے آپ اپنا کام کریں۔

۲۰۷)۔ ہر سلسلے کا مقصد شریعت کی غلامی ہے۔ شریعت مخدوم اور طریقت خادم ہے۔

۲۰۸)۔ ہر مسلمان کے جنازے کے ساتھ قبرستان جایا کریں اور قرآن پاک پڑھ کر سب کو بخش دیا کریں۔

۲۰۹)۔ کیفیت کوئی چیز نہیں اصل کیفیت شریعت کی پیروی ہے۔

(۲۱۰) ۔ امریکہ کا معاشرہ جس قدر بگڑا ہوا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ اپنی نسلیں خراب کرنا ہے تو بچوں کو وہاں رکھیں ۔

(۲۱۱) ۔ ذکرِ خفی کی عجیب برکات ہیں ۔

۲۱۲)۔ جب تک ہماری قوم اپنی حالت کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہوگی اس وقت تک اللہ کی مدد بھی شاملِ حال نہیں ہوسکتی۔

۲۱۳)۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز کو آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے لیے شر ہے، حقیقت میں وہ آپ کے لیے خیر ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی چیز بہت پسند ہے لیکن وہ آپ کے لیے شر ثابت ہو۔

۲۱۴)۔ اسلام میں غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے۔

۲۱۵)۔ ہمارے معاشرے میں اگر کوئی شخص سب کے سامنے پاجامے کا کمر بند ٹھیک کرے تو اسے بے حیا کہا جائے گا۔ لیکن پتلون ٹھیک کرے تو اسے ایسا نہیں سمجھا جاتا۔

۲۱۶)۔ ہمارے یہاں ادب واحترام کے لیے سر جھکایا جاتا ہے اور سر کو ٹوپی یا عمامہ سے ڈھانپا جاتا ہے۔ یورپ میں ادب کے لیے ٹوپ کو اُتارتے ہیں۔

۲۱۷)۔ بڑوں کا ادب، بڑوں کی خدمت اور ان کی زندگی کے آخری ایام تک ان کی ہر خدمت ہمارے معاشرے میں بہت بڑی سعادت ہے۔

۲۱۸)۔ ہمارے دین نے اچھائی اور برائی کے درمیان حدفاصل قائم کردی ہے۔

۲۱۹)۔ دین نصیحت وخیرخواہی کا دوسرا نام ہے۔

۲۲۰)۔ سب سے بڑی چیز عاجزی ہے، اپنی عاجزی کو
قائم رکھیں۔

۲۲۱)۔ دین کے لیے زبان کے اعتراف کے ساتھ دل
سے بھی اعتقاد ہو اور اس اعتقاد کو عمل سے پورا
کیا جائے۔

۲۲۲)۔ اپنے پیارے بچوں کو ماریں، نہ ان کو ڈانٹیں، نہ مرغا بنائیں، یہ ہم نے نہیں سیکھا، ہمارے دین نے نہیں سکھایا۔ اُن کی ہمت افزائی کریں۔

۲۲۳)۔ بزرگوں کی شان کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کریں، ان کا ادب کریں۔

۲۲۴)۔ غیبت کرنا بہت ہی بری بات ہے۔ یہ ذلیل لوگوں کا کام ہے۔

۲۲۵)۔ مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی زندگی ہے اور زندہ ہونے کی نشانی ہے۔

۲۲۶)۔ صرف دین کے لیے غصّہ آنا چاہیے۔ باقی آپ کو غصّہ کرنے کا کوئی حق نہیں، کوئی حق نہیں۔

۲۲۷)۔ شرک ایسی برائی اور ایسا ظلم ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی ہے اور خود انسان کی شان میں بھی گستاخی ہے۔

۲۲۸)۔ اگر دنیوی و اخروی فلاح و کامیابی مقصود ہے تو اپنی زندگی کے ہر شعبہ کو دین کے مطابق ڈھالنا ہوگا اور اسی سے روشنی حاصل کرنی ہوگی۔ ورنہ تاریکی ہی تاریکی اور رسوائی ہی رسوائی ہے۔

۲۲۹)۔ ہر عمل صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے ہونا چاہیے
اور جس شخص میں یہ صفت ہوگی اُس سے کوئی
برائی دانستہ نہیں ہوگی اور وہ شخص ایسا بے
غرض ہوگا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے خرید نہ
سکے گی۔

۲۳۰)۔ اپنے بھلائی کے کاموں کو احسان جتا کر یا بتا کر ضائع نہ کرو۔

۲۳۱)۔ انسانی نفس احسان کر کے اپنی بڑائی چاہتا ہے اور دوسروں پر اپنی فوقیت کا خواہاں ہوتا ہے۔

۲۳۴)۔ انسان تارک الدنیا اور گوشہ نشین نہ بنے تاکہ اپنے عزیزوں یتیموں مسکینوں اور دوسرے حاجتمندوں اور مستحق لوگوں کے لیے مفید بن سکے۔

۲۳۳)۔ عمل ہی سے زندگی بنتی ہے اور عمل ہی زندگی کی دلیل ہے۔

۲۳۴)۔ اللہ کے دین کو حکمت اور موعظت سے دوسروں تک پہنچانا اور اس سلسلے میں ہر طرح کی تکلیف اٹھانا اور ہر نقصان کو برداشت کرنا بھی جہاد ہے۔

(۲۳۵)۔ سختی برداشت کرنے کے بعد ہی آسانی حاصل ہوتی ہے یعنی مشقت اور سختی ہر کامیابی کے لیے ضروری شرط ہے۔

(۲۳۶)۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرنے سے ایمان میں ثابت قدمی بڑھتی ہے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۲۳۷)۔ بکثرت چیزیں ایسی رائج ہیں جنھیں عین ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے اور ان کے بغیر ہمارا معاشرہ خالی خولی سمجھا جاتا ہے۔ دین کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔

۲۳۸)۔ ایک مسلمان کو بلا وجہ بُرا کہنا بھی گناہ عظیم ہے اور اس سے بلا وجہ لڑنا کفر ہے۔

۲۳۹)۔ انسانی تربیت کے لیے نماز میں پابندی وقت کی مشق بھی ہے تاکہ وہ محسوس کرے کہ وقت کی اہمیت کس قدر ہے۔

۲۴۰)۔ یہ احترام انسانیت ہی کے لئے حکم ہے کہ رشوت نہ کھاؤ۔

(۲۴۱)۔ ایک جھوٹے الزام سے کس قدر دوسری بُرائیاں
پیدا ہوتی ہیں یعنی حسد، بغض، دشمنی اور انتقام
وغیرہ کے جذبات اُبھرتے ہیں اور انسان۔
انسان نہیں رہتا۔

۲۴۲)۔ اسلام میں قول وفعل دونوں کی سچائی کو ضروری
قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ وہ دین جو اس صداقت
سے عاری ہو حزب اللہ کا دین نہیں ہوسکتا اور
ایسے دین سے معاشرہ کو کوئی فائدہ نہیں
ہوسکتا۔

۲۴۳)۔ اس زمانے میں غیر مسلم کے عقائد کو نہ تو مجروح کیا جائے اور نہ اُس سے سختی سے معاملہ کیا جائے۔ نرمی سے اپنی طرف بلاؤ۔ اور دین کی تبلیغ کرو۔

۲۴۴)۔ وہ خیالات کی پاکیزگی ہی ہے جو والدین، اولاد، عزیزوں، مسلمانوں بلکہ درختوں اور جانوروں کے حقوق ادا کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

(۲۴۵)۔ اخلاق ہی سے باہمی تعلقات مستحکم ہو سکتے ہیں۔
ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہونا،
باہمی امداد، ایثار و قربانی اور زندگی کے
معاملات میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا صرف
اخلاق کی قوّت سے ممکن ہے۔

۲۲۶)۔ اخلاقی رذائل میں عیب جوئی بہت بڑی لعنت ہے۔اس سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔

۲۲۷)۔ایمان کی بدولت انسان اتنا قوی ہو جاتا ہے کہ وہ دس کافروں پر بھی غالب ہو جاتا ہے۔

۲۴۸)۔ ہم اللہ پاک کی کیا کیا نافرمانیاں کرتے ہیں لیکن وہ ہم کو معاف کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ ہماری ہر روز گرفت فرمائے تو ہمارا جینا مشکل ہو جائے۔

۲۴۹)۔ مسلمان، خیر ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور ایمان کی بدولت اُسے بے شمار دینی اور دُنیوی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ان نعمتوں پر غور کیا جائے تو مسلمان کا رُواں رُواں بھی زبان بن کر شکر ادا نہیں کرسکتا۔

۲۵۰)۔ شکر تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) شُکرِ قلبی یعنی دل سے شکر ادا کرنا (۲) شکرِ لسانی یعنی زبان سے شُکر کا اظہار کرنا اور (۳) شُکرِ جمیع اعضاء۔ یعنی بدن کے تمام اعضاء کا اپنے محسن کے احسان کو یاد کرنا۔

۲۵۱)۔ انسان غور کرے تو اُسے آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس پر اللہ تعالیٰ کی کس قدر نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۲۵۲)۔ معاشرتی زندگی میں اس اونچ نیچ سے ناہمواری پیدا نہ ہو بلکہ توازن اور اعتدال قائم رہے اور انسان یہ سمجھے کہ یہ دنیا بے حقیقت ہے اور یہاں سے اُسے ایک دن کوچ کرنا ہے۔

۲۵۳)۔ اسلام میں اُستاد اور ساس سسر کے حقوق بھی ماں باپ کے حقوق کی طرح لازم فرمائے گئے ہیں۔ اور اُن کی اطاعت، خدمت اور عزّت اسی طرح ضروری ہے جس طرح کہ ماں باپ کے لیے ضروری ہے۔

۲۵۴)۔ ہمیں مسجد کا بڑا احترام کرنا چاہیے۔ یہ سوچنا چاہیے کہ آپ وضو کے بعد کس کے پاس جا رہے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہم لوگ ایسی گستاخی نہ کریں۔ مگر کیا کریں، ہم نے اپنا معاشرہ اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ اصلاح کی طرف ہمارا خیال ہی نہیں جاتا۔

۲۵۵)۔ بہو ہماری بیٹی ہے، انہوں نے ہماری بیٹی سمجھ کر ہم کو دیا ہے اب ہم اس کے ساتھ محبت سے (پیش آئیں)۔ جو کام محبت سے بن سکتا ہے وہ ڈنڈے سے نہیں بنتا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

۲۵۶)۔ اگر کوئی شخص ٹخنوں سے نیچے پاجامہ، شلوار، پتلون یا تہمد رکھتا ہے اُسکی بھی بخشش نہیں ہوگی۔ ہم لوگ شان سمجھتے ہیں اور ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھتے ہیں۔ عورتوں کی طرح ٹخنے چھپانا مردوں کا کام نہیں۔

۲۵۷)۔ بے پردہ ہونا فیشن ہوگیا ہے۔عورتیں اسی میں اپنی شان سمجھتی ہیں اور بہت سی برائیوں کو دعوت دیتی ہیں۔اس قدر بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں کہ بیان نہیں کرسکتا۔ یہ سب بے پردگی کی وجہ سے ہے۔

۲۵۸)۔ آج کل ہم میں جھوٹی شان بہت آگئی ہے مثلاً کھانا بہت سا نکال لینا اور پھر پھینک دینا۔

۲۵۹)۔ عمل پر کھانے پینے کا اثر پڑتا ہے۔ اگر پاک صاف غذا نہ ہو تو انسان پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

۲۶۰)۔ ہماری خواتین نے چکی پیسنا چھوڑ دیا ہے جو حضرت بی بی فاطمہؓ کی سنت ہے۔ ہماری ماں بہنیں پہلے سب پیسا کرتی تھیں۔ بڑی تندرست اور قوی رہتی تھیں۔ پہلے بھینس کا دودھ لگا لیتی تھی اب تو بکری کا بھی نہیں لگا سکتیں۔ اتنی آرام طلب ہماری قوم ہوگئی ہے یہ سب بیماریاں اس آرام طلبی اور محنت نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

۲۶۱)۔ کسی مسلمان کا نام پرویز نہیں ہونا چاہیے۔
ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ نہ پرویز ہونا چاہیے نہ
نائلہ ہونا چاہیے نہ راحیل ہونا چاہیے۔

۲۶۲)۔ ماں باپ کو سوچنا چاہیے کہ بچوں کے نام اچھے
ہونا چاہئیں۔ غلط نام نہیں ہونا چاہیے کسی اچھے
پڑھے لکھے آدمی سے ہمیشہ مشورہ کرکے نام
رکھنا چاہیے۔

۲۶۳)۔ تصویر بنانا بالکل غلط ہے۔ تصویر جاندار کی بنانا
ناجائز ہے۔ مکہ معظّمہ کی آپ بناتے ہیں مدینہ
منورہ کی بناتے ہیں۔ بغداد شریف کی بناتے
ہیں، سیہون شریف کی، اجمیر شریف کی بناتے
ہیں اس میں شریعت سے کوئی قباحت نہیں۔
ہاں کسی جاندار کی بنائیں تو بے شک منع ہے۔

۲۶۴)۔ عشاء کے فوراً بعد اگر ہم سو جایا کریں تو بہت سی
آفتوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

۲۶۵)۔ پڑوسی کو بالکل اپنا عزیز سمجھیں اور ہر شخص کی
خدمت کو اپنا فرض سمجھیں۔

۲۶۶)۔ بچوں کے اخلاق ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ سے خراب کرائے جا رہے ہیں۔ عیب جوئی اور خودنمائی کی بیماریاں عام کرائی جا رہی ہیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ بچوں کو ان عیوب سے بچائیں۔

۲۶۷)۔ بچوں کو نہ ڈانٹیں اور نہ ماریں شفقت اور پیار سے ان کی اصلاح کریں اور خوب ہمت افزائی کریں تاکہ ان کی خفتہ صلاحتیں بیدار ہو سکیں۔

۲۶۸)۔ پاک خوشبو (یعنی عطر) کے استعمال سے بھی بچوں کا ذہن تیز ہوتا ہے۔ ناپاک خوشبو (یعنی سینٹ) ہرگز استعمال نہ کرائیں۔

۲۶۹)۔ ہم لوگ سنت کے مطابق نہ اپنی داڑھی رکھتے ہیں، نہ شریعت کے مطابق اپنی مونچھیں رکھتے ہیں، نہ شریعت کے مطابق اپنا لباس رکھتے ہیں۔ نہ ہمارے سر کے بال شریعت کے مطابق ہوتے ہیں۔

۲۷۰)۔ آج کا کام ہرگز کل پر نہ چھوڑیں۔ یہ ناکامی کی پہچان ہے

۲۷۱)۔ عاجزی اور انکساری کو اپنا معمول بنائیں۔ نہ کسی کی غیبت کریں اور نہ سنیں، صبح وشام اپنے عزیزوں اور تمام مرحوم مسلمانوں کے لیے ایصالِ ثواب ضرور کریں۔ اپنے پڑوسیوں کے لیے اور تمام لوگوں کے لیے ہر وقت بھلائی کرتے ہیں۔

۲۷۲)۔ جوڈاڑھی منڈاتا ہے اس کی Eye Sight بہت خراب ہوجاتی ہے۔ جوداڑھی رکھتا ہے اس کی Eye Sight صحیح رہتی ہے۔

۲۷۳)۔ مسجد میں کھانا پینا، دنیا کی بات چیت کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اعتکاف کی نیت کرلیں تو ٹھیک ہے لہذا آپ جب بھی مسجد میں آئیں اعتکاف کی نیت بھی کرلیا کریں۔

۲۷۴)۔ بعض لوگ پیچھے کی صفوں میں باتیں کرنے لگتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، یہ آداب کے خلاف بھی ہے، اور مقصد کے خلاف بھی ہے۔

۲۷۵)۔ رحمٰن بے شک اللہ ہے کہ جب اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرمائے۔

۲۷۶)۔ رحیم وہ ہے کہ اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہو کہ میرا ہو کر مجھ سے کیوں نہیں مانگتا

۲۷۷)۔ زیادہ فیوض و برکات کی سرشاری کی وجہ سے اپنے سلسلے کے بعض بزرگ جب کسی سالک میں اس سرشاری کے جذبے کو زیادہ دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ذرا ہوٹل کا کھانا کھالو تاکہ کیفیات میں کمی واقع ہو جائے اور ضبط و تحمل کا مادہ بڑھ جائے

۲۷۸)۔ شہد کو قرآن پاک میں شِفا کہا گیا ہے۔ ہر مرض میں (حتیٰ کہ ذیابیطس میں) شہد بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

۲۷۹)۔ فرصت کے وقت پیسے لے کر کسی کا کام کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ڈیوٹی میں کسی طرح کا حرج یا تاخیر نہ ہو۔ اگر ہو تو پھر پیسے لے کر کام کرنا غلط ہے۔

۲۸۰)۔ رشید کے معنی ہیں ہدایت والا۔ اور اللہ بھی رشید ہے کہ وہ ہدایت دیتا ہے۔

۲۸۱)۔ زیادہ دیر ختم شریف نہ پڑھیں۔ ورنہ لوگ تھک جاتے ہیں۔ مختصر پڑھیں اور پھر سب مل کر مراقبہ کرایا کریں۔

۲۸۲)۔ ہم میں سے بہت سے لوگ وضو اور نماز بھی صحیح طریقے سے نہیں جانتے۔ سیکھنا چاہیے۔

۲۸۳)۔ اللہ تعالیٰ دین میں زیادہ سے زیادہ علم، عمل اور اخلاص عطا فرمائے۔

۲۸۴)۔ حق تلفی کسی کی ہرگز نہ ہو۔ اگر بغیر حق تلفی کے، کام بن سکے تو صحیح ہے۔

۲۸۵)۔ تبلیغی جماعت میں شرکت سے منع نہیں کیا تھا۔ زیادہ دن تک رہنے کو منع کیا تھا کہ نہ معلوم حقوق العباد کے ادا کرنے میں کتنی کوتاہیاں ہوسکتی ہیں۔

۲۸۶)۔ سنت کی پیروی میں صرف ابلا ہوُا کھانا کھائیں۔ گھی، تیل بالکل استعمال نہ کریں۔ کسی حکیم ڈاکٹر کی ضرورت نہیں رہے گی۔ انشاءاللہ

۲۸۷)۔ بزرگوں کا سایہ سر سے اٹھ جانا بڑی محرومی ہے۔ لیکن ایسا ہونا ہی ہے اور ہم سب کے لیے یہی راستہ ہے۔ آج وہ کل ہماری باری ہے۔

۲۸۸)۔ سراپا علم وعمل بزرگ سے لوگ مستفیض نہ ہوں
تو واقعی بڑی محرومی ہے۔

۲۸۹)۔ بچوں کو تبلیغی جماعت میں شامل کرا دینے سے
بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ پاک بزرگوں کے نقشِ
قدم پر چلائے اور خاندان کے لیے باعثِ فخر
بنائے۔

۲۹۴)۔ وہ علم بے کار ہے جس سے اصلاح نہ ہو۔

۲۹۵)۔ ادلے بدلے کی شادیوں میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ایسی شادی میں صبر و ضبط سے کام لینا پڑتا ہے ورنہ بات بگڑتی ہے۔

۲۹۶)۔ جو لوگ خلوص اور محبت کے ساتھ مسجد اور مدرسہ کی خدمت کرتے ہیں اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔

۲۹۷)۔ مسلمان کی تکلیف سے خوش نہ ہوں، کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادے اور اس کی تکلیف پر خوش ہونے والے کو اسی تکلیف میں مبتلا کردے۔

۲۹۸)۔ مومن محبت کا مجسمہ اور الفت کا سرچشمہ ہے۔

۲۹۹)۔ وہ دعائیں جو بارگاہِ الٰہی میں خلوصِ دل اور خشوع و خضوع سے پیش کی جاتی ہیں وہ حقیقت میں دعائیں ہوتی ہیں اور ضرور انہیں شرفِ قبولیت حاصل ہوتا ہے۔

۳۰۰)۔ تبلیغ جیسے اہم کام کے لیے تحقیق نہایت ضروری ہے۔

۳۰۱)۔ ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسلامی جوش اور اس کی حمایت میں دوسروں کے خداؤں کو برا بھلا کہنے لگے۔ نرمی سے بُرے لوگوں کو اپنی طرف لائیں۔

۳۰۲)۔ فراخ دلی، نرمی، عفوودرگزر، مروّت وغیرہ ہی ایسے محاسن ہیں کہ جس کی وجہ سے دشمنوں کے دلوں پر بھی قبضہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۰۳)۔ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعض اسباب ظاہری ہیں، بعض چھپے ہوئے ہیں۔

۳۰۴)۔ ایمان امن چاہتا ہے اور اسلام سلامتی چاہتا ہے، جب ہمارا دین امن وسلامتی چاہتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہر معاملے میں سلامتی کو قائم رکھے گا۔

۳۰۵)۔ اللہ پاک دنیا میں ایمان کے ساتھ رکھے اور ایمان کے ساتھ اٹھائے، یہی دعا ہمیشہ کرنا چاہیے۔

۳۰۶)۔ آپ کو تعجب ہو گا کہ میں نے عمر بھر کبھی گھڑی نہیں پہنی، لیکن بزرگوں کی دعاؤں سے وقت کا ہمیشہ سخت پابند رہا۔

۳۰۷)۔ گمان کچھ کام نہیں دیتا حقیقت کے لیے، یعنی حقیقت کی تلاش کے لیے جدوجہد کی ضرورت ہے، گمان کی ضرورت نہیں۔

۳۰۸)۔ اللہ پاک نے اپنی عبادت کے بعد ہی والدین کے حقوق کا اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب مل کر بھی اس طرح کا احترام پیش نہیں کر سکتے۔

۳۰۹)۔ قیامت میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ فلاں شخص کیا ہے وہاں تو یہ پوچھا جائے گا کہ تم کیسے ہو۔

۳۱۰)۔ ہر شخص اپنے عمل کا جواب دے گا تو ہم کسی سے
نفرت کر کے اپنی عاقبت کیوں خراب کریں۔

۳۱۱)۔ باہمی صلاحیتوں کو اگر بروے کار لایا جائے
تو ایک گھر کیونکر جنت کا نمونہ نہ بنے گا؟

۲۱۲)۔ انسان جس کو خاک سے پیدا کیا ہے اپنے اندر
اتنی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ تمام چیزوں کے
متعلق علم حاصل کرسکتا ہے اور آسمانوں میں نیز
زمین میں جو کچھ بھی ہے اس پر تسلط قائم کرسکتا
ہے۔

۳۱۴)۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور طاقت کے آگے سر نہ جھکائے، انسانیت اور آدمیت کا یہ تقاضا ہے۔